رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

بچندہ غیر ممالک سے

سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۷ء | مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ | نمبر ۷۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں ❖

بتقریب جلسہ میرٹھ جو احباب گئے تھے۔ سوائے چودھری فتح محمد صاحب کے سب تشریف لے آئے ہیں۔ چودھری صاحب آنکھوں کے علاج کے لئے علی گڈھ گئے ہیں ❖

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی فنتھ ہائی کلاس کا یونیورسٹی کا امتحان عنقریب ہونیوالا ہے۔ نیز بعض احباب مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہونیوالے ہیں۔ احباب ان سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں ❖

اخبار احمدیہ

پانی پت میں تبلیغ احمدیت

حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری منشی محمد اسمٰعیل صاحب کا ایک خط جو انہوں نے حافظ صاحب کو لکھا ہمیں بھیجتے ہیں۔ جس کا ضروری اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گا۔ کہ ہر ایک احمدی اگر کوشش کرے تو اپنے فرض تبلیغ کو ادا کر سکتا ہے منشی محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے ہم میں ایک ایسا شخص بھیجا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے بہترین افراد میں سے ایک ہے۔ یعنی جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب خلف الصدق حضرت میر ناصر نواب صاحب جو آج کل یہاں میڈیکل آفیسر یعنے اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ وہ ایک نہایت ہی عمدہ لیکچرار اور بہترین واعظ ہیں۔ لوگ انکے لیکچروں پر عش عش کرتے اور دنگ رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ انہیں اور ہم سب کو کافر ملعون اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ مگر جب انکی تقریر سنتے ہیں تو ایسے ہو جاتے ہیں جیسے کسی نے ان پر جادو کر دیا ہو۔ ہر روز رات کو قرآن مجید کا درس ڈاکٹر صاحب دیتے ہیں۔ ہر جمعرات کو جماعت احمدیہ کے عقائد پر مجمع عام میں لیکچر دیتے ہیں۔ ہر جمعہ کو مسجد میں بڑے زور کا خطبہ پڑھتے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی خوش طبع اور خوش مزاج ہیں۔ یہاں کے تمام احمدیوں کو اپنے بھائیوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور سب کے ساتھ رشتہ داروں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے رہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خداوند کریم بہت دنوں تک ان کو یہاں مقیم رکھے۔ اور ہم بہت عرصہ تک ایسے مقدس انسان سے فیضیاب ہوتے رہیں ❖

پتہ مطلوب ہے

کوئی صاحب محمد اسمٰعیل نام بیعت کے لئے مندرجہ ذیل لوگوں کے نام ارسال فرماتے ہیں۔ عبد المجید۔ اہلیہ گلاب الدین۔ اہلیہ محمد شریف۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

بلیہ عبدالمجید - محمد اقبال - نذیر احمد - محمودہ بیگم - عبداللطیف بشیر احمد - مگر انہوں نے اپنا پتہ نہیں لکھا ہے - اور نہ ہی بیعت کرنیوالوں کا لکھا ہے - براہ مہربانی سب کا پتہ لکھ بھیجیں ؛

علاقہ برہمن بڑیہ کے احمدی

جناب مولوی سید عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ :- اِن دنوں یہاں عام غیر احمدیوں میں مخالفت کا ایک بڑا جوش پیدا ہو گیا ہے - لوگ بیچارے احمدیوں کو بہت ستا رہے ہیں جس کی تفصیل بہت طویل ہے - ہمارا حقیقی حافظ و ناصر تو اللہ تعالیٰ ہی ہے - مگر بظاہر اسباب خاکسار تدارک میں مصروف ہے - مثلاً ایک جگہ دو غیر احمدیوں نے اپنے دو احمدی لڑکوں کو گھر سے نکال دیا ہے - ان میں سے ایک لڑکا انٹرنس کا طالب العلم ہے - اس کی رہائش کا انتظام ایک احمدی کے مکان پر کر دیا گیا ہے - مدرسہ کی فیس معاف ہے - اور بالائی خرچ کے لئے ایک شخص نے ایک روپیہ ماہوار اسکو دینا قبول کیا ہے - دوسرا لڑکا ملازمت کی تلاش میں ہے، ہنوز کامیاب نہیں ہوا - کوشش کی جا رہی ہے - خدا اس کو کامیاب کرے - ایک جگہ احمدیوں کو قبرستان میں مردے دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے - اس کے لئے قانونا چارہ جوئی کی جا رہی ہے - اللہ تعالےٰ کامیاب کرے - غرض اسی طرح مختلف مقامات پر احمدیوں کو تکلیف پہونچائی جا رہی ہیں ؛

کل اس رپورٹ کے لکھنے کے لئے خاکسار بیٹھا ہی تھا کہ یکایک یہ خبر پہونچی - کہ رحمت علی نام طالب العلم مدرسہ احمدیہ کو جو فی الحال اپنے گھر میں آیا ہوا ہے - مخالف مولویوں نے آ گھیرا - چونکہ یہ ایک کم سن طالب العلم ہے - معلومات بھی بہت ہی کم رکھتا ہے - اور اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی ہے - کوئی معین و مددگار نہیں ہے - اس لئے ضرورتاً یہاں سے اس کی حمایت کے لئے کسی کو وہاں بھیجنے کی تدبیر کی گئی انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ رپورٹ میں اس کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد گذارش کی جائے گی ؛

کلامِ حقّانی (مرحوم)

(مرسلہ منشی بشیر احمد صاحب)

دلِ دردمند باز آ - بے اختیاریوں سے
ان نامبوریوں سے - ان بیقراریوں سے

کبھی بیٹھے چین سے ہم نہ کبھی مزے سے لیٹے
تری نامرادیوں سے - تری نابکاریوں سے

ناکامیوں پہ اپنی بے چارگی سے سوچا
شبِ زندگی میں حاصل اختر شماریوں سے ؟

آزادیاں ہیں زیبا سب طائرِ حرم کو
مرغِ نخستہ بازو ! بچ جا شکاریوں سے

دیکھیں وہ گر تو دیکھیں کہ نگہ پڑے نہ ہم پر
ہیں غفلتیں بھی ان کی کن ہوشیاریوں سے

پی پی مگر نہ زاہد چھپ چھپ کے پی نہ صوفی
کہ کھلیں گے اور پردے تری رازداریوں سے

نہ فنا کا خوف باقی نہ بقا کی آرزو ہو
مجھے اور چاہیئے کیا ان میگساریوں سے

ہے جو بارگاہِ ساقی سے صلائے عام سب کو
اب خواریوں سے بچئے یا بادہ خواریوں سے

اندیشۂ ملامت ہے، یہاں نہ شوق مدحت
ہے عندلیب نالاں کو کام زاریوں سے

تپ تپ گداز ہو جا - جل جل کباب ہو جا
ہاں کو بکو تو لوٹے اور کھیل انگاریوں سے

یوں جل کہ تیرے جلنے پہ جلے دلِ سمندر
وہ تڑپ کہ تڑپے بجلی تری بیقراریوں سے

تو شرار بن کے اڑ جا اس آتشِ دروں سے
تو تڑپ تڑپ کے مر جا ان بیقراریوں سے

حقّانی ! آ کہ جاں پر تری آگ اک لگا دیں
گلزار اک کھلا دیں ان شعلہ کاریوں سے

جنگ کی خبریں

تسخیر بغداد - انگریزی افواج نے ۱۱ مارچ کی صبح کو بغداد پر قبضہ کر لیا ؛

مسٹر بولانز کی تقریر - لنڈن ۱۲ مارچ - دارالعوام میں مسٹر بولانز نے بیان کیا کہ بغداد کا سر کیا جانا ان شاندار کارناموں کا تتمہ ہے - جو انگریزی اور ہندوستانی فوجوں نے ایسی جرأت اور استقلال کے ساتھ سرانجام دئے ہیں کہ انکی پورے طور پر تعریف نہیں ہو سکتی ؛

انور پاشا کا بیان - لنڈن ۱۲ مارچ - ایمسٹرڈم - ترکی چیمبر میں انور پاشا نے بیان کیا کہ ترک عراق عرب اور ایران میں فوجی اغراض سے پسپا ہوتے ہیں ؛

دشمن کو نقصان - لنڈن ۱۳ مارچ - سر ڈگلس ہیگ کا آج کا اعلان مظہر ہے - کہ ہمنے بوکاونسز کے شمال مشرق میں اپنے مقامات کی کسی قدر اصلاح کی - اور آراس کے جنوب میں خندقوں کے اندر داخل ہو کر باوجود شدید مزاحمت کے بم پھینکے اور دشمن کو نقصان پہونچایا ؛

ہوائی جنگ جاری ہے - دشمن کے ۹ آلات پرواز گرائے گئے - اور چار تباہ کر دئیے گئے - ہمارے پانچ آلات پرواز عدم پتہ ہیں

شدید گولہ باری :- لنڈن ۱۲ مارچ - برلن کا ایک اعلان مظہر ہے - کہ مطلع صاف ہونے کی وجہ سے مغربی محاذ پر دور تک نشانہ لگانے والی توپوں کی نقل و حرکت جاری ہے - اور ہوابازی کا سلسلہ بھی شروع ہے - اینکر اور یوکوائے اور لائرانسلائے کے درمیان شدید گولہ باری ہوئی ہے -

جرمنوں کو پسپا کیا گیا - لنڈن - ہمارے توپخانہ اور ہماری فوجوں کی پیشقدمی نے جرمنوں کو فرانس میں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے - گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں دشمن کو چار سے پانچ ہزار گز کے محاذ پر اسقدر گہرائی تک جس کا ابھی تک اندازہ نہیں ہو سکا - پسپا کیا گیا ہے ؛

جہازوں کی آمد و رفت - لنڈن ۱۳ مارچ - روما - ایک سرکاری بیان ہے کہ ۸ مارچ کے ہفتہ میں ۳۹۳ جہاز اطالوی بندرگاہوں میں آئے - اور ۴۶۲ روانہ ہوئے - ۴ جہاز اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۷ مارچ ۱۹۱۷ء

خدائی سلسلہ بتدریج ترقی کرتا ہے

جماعت احمدیہ کو اپنا فرض ادا کرنا چاہئیے

خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہونیوالے سلسلے کے متعلق جہاں اور بہت سے ناروا اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اگر یہ سلسلہ واقعہ میں سچا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جلدی جلدی نہیں بڑھتا اور جھٹ پٹ بہت سے لوگ اس میں داخل نہیں ہو جاتے یہی پرانا اور فرسودہ اعتراض اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بھی کیا جاتا ہے۔ اور معترض صاحبان اسے اپنے نزدیک بڑا وزنی اعتراض سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ غور و فکر اور عقل و خرد سے کام لیں۔ تو اس اعتراض کی بے ہودگی خود بخود ان پر منکشف ہو جائے ۔

کیا وہ نہیں سمجھتے کہ کارخانہ عالم کی ہر ایک چیز بتدریج ترقی کرتی ہے نہ کہ جھٹ پٹ۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ دنیا کا ہر ایک کام منزل بمنزل بلند ہوتا ہے پھر کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ عالم موجودات کی ہر ایک شے درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہے۔ اگر جانتے ہیں۔ اور ضرور جانتے ہیں۔ تو پھر ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ خدائی سلسلہ کے متعلق یہ اعتراض کریں کہ یہ کیوں یکلخت تمام دنیا پر نہیں پھیل جاتا اور تمام لوگ کیوں فوراً اس میں داخل نہیں ہو جاتے کیونکہ جس طرح تمام دوسرے کام درجہ بدرجہ ترقی کرتے اور بڑھتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ترقی کرتا ہے۔ اور جس طرح دنیا کی ہر ایک بات کے پورا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سلسلہ حقہ کے کمال اور عروج کے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے۔ ذرا غور تو کیجئے۔ دنیا کے لئے بارش کیسی ضروری چیز ہے۔ اور اسکے بغیر زندگی دشوار ہے۔ لیکن کیا یہ بغیر تدریجی طریق کے یکلخت برس پڑتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ پہلے ابخرات اٹھتے ہیں ان سے بادل بنتے ہیں۔ اور پھر کئی دنوں کے بعد مینہ برستا ہے اور زمین کو سیراب کرتا ہے۔ لیکن کیا اسوقت زمین سے یکلخت پورے قد کے درخت اگنے شروع ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ان کو پھل بھی لگ جاتے ہیں نہیں بلکہ بتدریج اور آہستگی سے پودے بڑھتے اور پھل لاتے ہیں۔ یہی تدریجی ترقی ہر ایک فعل میں پائی جاتی ہے۔ علم و کمال کو دیکھو۔ یا قوموں کے عروج و زوال پر نظر کرو۔ ایجادات و اختراعات کو پیش نظر رکھو یا اخلاق فاضلہ و عادات رذیلہ کو دیکھو۔ ہر ایک میں یہی ضابطہ اور قانون کام کرتا ہوا نظر آئیگا کہ اگر کوئی علم و کمال میں یکتائے روزگار ہوا ہے۔ تو تدریجی ترقی سے ہی نہ کہ ایک ہی دن میں اسے سب کچھ حاصل ہو گیا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی قوم بام رفعت پر جلوہ افروز ہوئی ہے یا نکبت و ادبار کے گڑھے میں گری ہے تو آہستہ آہستہ بتدریج ہی انتہائی مقام پر پہونچی ہے نہ کہ پہلے ہی دن۔ پس جب ہر بات اور ہر فعل کے لئے یہی قانون جاری ہے۔ تو پھر کیسا نادان ہے وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ پر اعتراض کرے کہ یہ کیوں یکلخت انتہائی ترقی حاصل نہیں کر لیتا ۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت ترقی کر رہا ہے۔ اور جن کی آنکھیں ہیں۔ وہ اس کی ترقی کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ اور جنکے کان ہیں۔ وہ اسکی اشاعت کی خبریں خوب سن رہے ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا۔ کہ خدا تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی بندہ اس میں داخل نہیں ہوتا۔ اور بعض دن تو کئی کئی اشخاص اس سلک میں منسلک ہوتے ہیں۔ پھر دنیا کے مختلف حصوں اور علاقوں میں خدا تعالےٰ کے فرشتے سعید روحوں کو داخل سلسلہ ہونے کی تحریک کر رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ دن عنقریب آنیوالا ہے جبکہ ہم یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ ایسی شان اور عظمت کے ساتھ دیکھیں گے۔ کہ دوسرے بھی اسکی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائینگے ۔

لیکن اس وقت ہمارے مخالفین کو ذرا ٹھنڈے دل سے اس بات پر تو غور کرنا چاہئیے۔ کہ یہ سلسلہ دن بدن ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے یا نہیں۔ اگر ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور ضرور بڑھ رہا ہے۔ تو خواہ وہ ترقی کتنی ہی آہستگی کے ساتھ ہو۔ انہیں سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے اسی اصول کے ماتحت ۔ جو ہر کام میں پایا جاتا ہے۔ ترقی کر رہا ہے۔ اور ایک وقت اسپر ایسا آئیگا جبکہ اسکی ترقی انتہائی عروج کو پہونچ جائے گی۔ لیکن مبارک ہے۔ وہ انسان جو اس وقت خشیۃ اللہ کو کام میں لاکر حق کو قبول کرے۔ اور بجائے اسکے کہ اس بات کا منتظر ہے۔ کہ کب بے شمار لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں خود اسمیں پہلے داخل ہو کر دوسروں کو داخل کرنے کی سعی اور کوشش کرے ۔

یہاں ہم اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جیسا کہ اس کو یقین اور کامل یقین ہے۔ سلسلہ احمدیہ تمام دنیا پر پھیلیگا۔ اور تمام سعید روحیں اسکی حلقہ بگوش ہو جائینگی۔ یہ ہو کر رہے گا۔ اور وہ وقت ضرور آئیگا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس طرح بشارت دی گئی ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے"۔ لیکن کیا ہم اپنے مخالفین کے اس اعتراض کا کہ اگر یہ سلسلہ سچا ہے۔ تو کیوں یکلخت تمام روئے زمین پر نہیں پھیل جاتا۔ یہ جواب دیکر کہ خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت آہستہ آہستہ پھیلے گا ہم اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہمیں اس لئے چنا گیا ہے۔ کہ اپنی تمام ہمت اور کوشش اس سلسلہ کو وسیع کرنے میں لگا دیں۔ اور اپنی طرف سے سعی اور ہمت دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ باقی رہا اس کوشش اور سعی کے ایسے نتائج کا نکلنا جن کو دیکھ کر مخالفین دم بخود ہو جائیں۔ ان کا مہیا کرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے اپنے اختیار میں ہے۔ اس لئے جیسے وہ چاہیگا دکھا دے گا ۔

پس ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے فرض کو پوری ہمت اور کوشش سے ادا کر دیں۔ اور عمدہ نتائج کے نکلنے کے لئے خدا تعالیٰ کی درگاہ سے امیدوار رہیں۔ خدا تعالیٰ ضرور ہماری کوششوں کو کامیاب اور ہماری امیدوں کو پورا کریگا ۔

قادر مطلق سے دعا ہے۔ کہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے اور اپنے انعامات کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

مسئلہ وفات مسیح
اور
اخبار مشرق

(گذشتہ سے پیوستہ)

طوالت سے بچنے کے لیئے اب مَیں قولہ اور اقول کے ماتحت وحشی صاحب کے مضمون کا جواب لکھتا ہوں ۔

قولہ۔ اگر صلیب سے اُترنے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی رُوپوشی اور مفروری یقین کی جاتی ہے۔ تو رفع کے معنی ازدیادِ منزلت غلط ہوئے جاتے ہیں جسکے ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں واقعات خود شہادت دیتے ہیں کہ بعد مصلوب ہونے کے حضرت عیسیٰؑ نے کوئی خدمت دین کی انجام نہیں دی بلکہ .... بمقام کشمیر اغیار میں وفات پائی ۔

اقول۔ وحشی صاحب کا حضرت عیسیٰؑ کی ہجرت کا نام فرار رکھنا حد درجہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ کیا کسی ہوشمند مسلمان کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم کو بھی مفرور کہے۔ کیونکہ آپنے بھی پوشیدہ طور پر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی افسوس آپکی دہشت پر۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب سے بچنے کے بعد کوئی دینی خدمت نہیں کی اور بمقام کشمیر اغیار میں وفات پائی۔ آپکی کم علمی کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر آپکی نظر وسیع ہوتی۔ تو یہ الفاظ آپکے قلم سے نہ نکلتے۔ کاش آپنے حضرت مرزا صاحب کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" دیکھی ہوتی۔ تو آپکا یہ حجاب دُور ہو جاتا۔ اسوقت مَیں مختصراً حضرت عیسیٰؑ کے کچھ تاریخی حالات تحریر کرتا ہوں ۔

اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح کیوں رکھا گیا۔ اسکے متعلق تاریخ روضۃ الصفا صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نام مسیح اسلیئے رکھا گیا کہ آپ سیاحت بہت کیا کرتے تھے .... ہمیشہ ملک بملک اور شہر بشہر پھرتے تھے جہاں رات پڑتی وہیں رہ جاتے تھے جنگل کی سبزی کھاتے تھے اور جنگل کا پانی پیتے اور پیادہ سیر کرتے تھے ..... وہ اپنے ملک سے سفر کرکے نصیبین پہنچے جو انکے وطن سے کئی سو کوس کے فاصلہ پر تھا اور آپکے ساتھ چند حواری بھی تھے ..... وہاں کا بادشاہ بمع لشکر کے انپر ایمان لے آیا۔" اور تاج العروس میں بھی ان کی سیاحت کا ذکر ہے۔ جسکی وجہ سے انکو مسیح کہا گیا۔ پھر علامہ ابی بکر اپنی کتاب "سراج الملوک" صفحہ ۶ میں حضرت عیسیٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "این عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ مراس الزاھدین و امام السائحین" یعنی وہ عیسیٰ جو سیاحوں کے امام تھے وہ بھی نہیں رہے یعنی فوت ہو گئے ہیں اور یو۔ سی۔ بی۔ ایس کے کلیسیا کی تاریخ یونانی جسکو ہین مر نامی ایک شخص نے ۱۶۵۰ء میں بزبان انگریزی ترجمہ کیا ہے اسکے پہلے باب کی چودھویں فصل میں ایک خط ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ ابگیرس نام نے یہودیوں کے ظلم سُنکر حضرت مسیح کو دریائے فرات کے پار سے اپنے پاس بلایا تھا ۔

اب مَیں یہ بتاتا ہوں کہ حضرت مسیحؑ جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل آئے تھے۔ اور انکی رہنمائی انکا فرض تھا انہوں نے ملک شام اور وہاں کے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر فارس اور افغانستان اور پنجاب اور کشمیر کا لمبا سفر کیوں اختیار کیا۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ جب بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کیا تو بنی اسرائیل کے دس قبیلوں کو اس نے فارس اور افغانستان کے علاقوں کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور انکی جمعیت کو متفرق کر دیا تھا کتاب ہسٹری آف افغانستان مصنفہ کرنیل جی۔ بی میلسن مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۳۹ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ خاں ہراتی اور فرانسیسی سیاح فراٹر یانی سر ولیم جونز (جو ایک بڑا متبحر عالم علوم شرقیہ گذرا ہے) اس بات پر متفق ہیں کہ افغان قوم بنی اسرائیلی الاصل ہیں اور دس گمشدہ فرقوں کی اولاد ہیں" اور جی۔ پی۔ فرائر (فرانسیسی) اپنی کتاب ہسٹری آف دی افغانس کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ افغانوں کے پاس اپنے اسرائیلی ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ جب نادر بادشاہ ہند کی فتح سے پشاور پہنچا تو یوسف زئی قبیلہ کے سرداروں نے اسکی خدمت میں ایک بائیبل بزبان عبرانی پیش کی۔ امپیریل ڈکشنری آف جیوگرافی مرتبہ اے۔ کے جانسٹن کے صفحہ ۲۵۰ میں کشمیر کے لفظ کے بیان میں یہ عبارت درج ہے کہ یہاں کے باشندے دراز قد۔ قوی ہیکل مردانہ شباہت والے۔ خوبصورت۔ شکل و وضع میں بالکل یہودیوں کے مشابہ ہیں۔ پھر فارسٹر اور برنیر مؤرخ تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیری اپنے خط و خال عادات اور رسومات کے لحاظ سے بالکل یہودی معلوم ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض قبیلوں نے علاقہ کشمیر ملک شام سے بہت مشابہ پاکر اپنے لیئے جائے رہائش بنالی تھی۔ پھر واقعات سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر فرانسیسی کی جلد دوم میں لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے باشندے دراصل یہودی ہیں کہ جو تفرقہ شاہ اسور کے ایام اس ملک میں آ گئے تھے پس مطابق آیت ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل کہ حضرت عیسیٰ کو خدا نے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا آپ اپنے فرض سے اسوقت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے تھے جبتک شام سے کشمیر تک جسقدر بنی اسرائیل پھیلے ہوئے تھے۔ انکو تبلیغ نہ کرتے۔ اسلیئے جب حضرت عیسیٰؑ نے شام میں حق تبلیغ ادا کر دیا اور شام کے یہودیوں کی طرف سے یہ سلوک ہوا کہ انہوں نے اپنی طرف سے گویا آپکو مار ہی دیا تو آپنے اس تعلیم کے مطابق جو آپ اپنے شاگردوں کو دیتے تھے کہ جب تم ایک شہر میں ستائے جاؤ تو دوسرے میں بھاگ جاؤ وہاں سے ہجرت کرکے یہود کی دوسری قوموں کی تلاش میں سفر کو نکلے تا اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوں۔ اس بیان کی تصدیق کنز العمال (جو احادیث کی ایک جامع کتاب ہے) کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو یہ ہے اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف فتوذی کہ خدا نے حضرت عیسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلتا رہ تاکہ تو پہچانا نہ جائے اور ایذا نہ دیا جائے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ کان عیسیٰ ابن مریم یسیح فاذا امسی اکل بقل الصحراء ویشرب ماء القراح۔ کہ حضرت عیسیٰ چلتے تھے شام کے وقت جنگل کی سبزی اور ٹھنڈا پانی پیتے تھے پس حضرت عیسیٰ کا کشمیر آنا ضروری تھا اور آپکی سیاحت یہاں آکر ختم ہوئی اور اسی جگہ کی تبلیغ میں آپکی زندگی بھی ختم ہوئی یسوع آصف یا یوز آصف نام بھی آپکا اس لیئے رکھا گیا کہ آصف کے معنی ہیں جمع کرنیوالا چونکہ

حضرت عیسیٰ یہودیوں کی متفرق اور گم شدہ بھیڑوں کو اپنے پیچھے دین پر جمع کرنے آئے تھے۔ سری نگر میں یوز آسف کے نام کی قبر موجود ہے۔ اور وہاں سے دس میل کے فاصلہ پر ایک وسیع سرسبز میدان ہے جس کا منظر نہایت خوشگوار ہے۔ اور وہ یسوع مرگ کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی یسوع کی سیرگاہ۔ غرض حضرت مسیح کا کشمیر میں آنا یقینی امر ہے۔ اور بمطابق آیت ورسولا الی بنی اسرائیل۔ آپ کا یہاں آنا ضروری تھا۔ ہمارے اس مضمون کی تائید آیت قرآنی اویناھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین سے بھی ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے حضرت مسیح اور اس کی والدہ کو اس مصیبت کے بعد آرام کی جگہ میں جو چشموں والی تھی۔ پناہ دی۔ آوی کا لفظ اسی وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی مصیبت کے بعد پناہ دی جائے سو حضرت عیسیٰ کے لئے صلیبی واقعہ سے بڑھ کر کیا مصیبت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ آسمان پر گئے ہوتے تو خدا تعالےٰ یہ فرماتا۔ ہم نے اس کو آسمان پر پناہ دی۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ آسمان پر ہرگز نہیں گئے۔ حضرت عیسیٰ کی والدہ کا بھی ذکر فرمایا ہے تاکوئی کج بحث ربوہ کے معنے خلاف لغت آسمان نہ کرے۔ اب اگر کوئی نادان یہ معنی کرے۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ بھی انکے ساتھ آسمان پر اٹھائی گئیں۔ پس نہ تو ربوہ کے معنے آسمان کے ہیں۔ اور نہ ہی عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ بھی آسمان پر اٹھائی گئی ہیں۔ بلکہ ربوہ ایسی زمین کو کہتے ہیں۔ جس کا پانی بہت قریب ہو۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ نے کشمیر میں آکر بقول وحشی صاحب کے اخبار میں وفات نہیں پائی۔ بلکہ بنی اسرائیل ہی میں پائی۔ جن کی طرف آپ مبعوث کئے گئے تھے۔ تاریخ کی کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۵۹ پر جس کو لکھے ہوئے ہزار برس کے قریب ہو گئے ہیں۔ لکھا ہے کہ:۔

وسار فی بلاد ومدائن کثیرۃ حتی اتی ارضا تسمی قشمیر فصار فیھا واحیا میتھا ومکث حتی اتاہ الاجل الی خلع الجسد وارتفع الی النور۔ الخ

یعنی یوز آسف بہت سے ملکوں اور شہروں میں پھرتے پھراتے کشمیر پہنچے۔ وہاں زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ آپ کا رفع ہوا۔ یعنی آپنے وفات پائی۔ پھر اس کتاب میں لکھا ہے:۔

حتی بلغ فضاء واسعا فرفع راسہ فرای شجرۃ عظیمۃ علی عین ماء احسن مایکون من الشجر واکثرہا اغصانا وفرعا واحلاہا ثمرا وقد اجتمع الیہ من الطیر مالا یعد کثرۃ فسر بذالک المنظر وفرح بہ وتقدم الیہ حتی دنا منہ وجعل یعبرہ ویفسر الشجرۃ بالبشری التی دعا الیہا وعین الماء بالحکمۃ والعلم والطیر بالناس الذین یجتمعون الیہ ویقبلون منہ الدین۔

یوز آسف ایک وسیع میدان میں پہنچے۔ اور چشمے کے کنارے ٹہنیوں اور شاخوں والا میٹھے پھلوں سے لدا ہوا درخت جس پر بہت سے پرند جمع تھے۔ دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ اور اس کی تفسیر یہ کی کہ درخت سے مراد بشریٰ ہے۔ جس کی طرف لوگوں کو بلاتا تھا اور پانی سے علم اور حکمت۔ پرندوں سے مراد وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے۔ اور اس کا دین قبول کرتے تھے۔ بشریٰ عربی لفظ ہے جسکو عبرانی میں بشوریٰ کہتے ہیں انجیل کا نام عبرانی میں بشوریٰ ہے۔ چونکہ عبرانی عربی سے ہی ماخوذ ہے۔ اسلئے بشوریٰ وہی لفظ ہے جسکو عربی میں بشریٰ کہتے ہیں۔ غرض اس سے یہ ثابت ہوا کہ کشمیر میں آنے والے حضرت عیسیٰ صاحب انجیل ہی تھے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے وطن سے بے وطن ہو کر عزت پائی چنانچہ آپ کا قول انجیل میں منقول ہے کہ نبی اپنے وطن کے سوا کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ باقی رہا یہ کہ ان علاقوں میں مذہب عیسائی نہیں پایا جاتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عیسیٰ کی یہی تعلیم تھی۔ جواب عیسائی پیش کرتے ہیں اگر نہیں تو اس کا وہاں نہ پایا جانا ہمارے مدعا کے خلاف نہیں چونکہ حضرت مسیح کا اپنے اصل وطن سے تعلق قطع ہو گیا تھا۔ اسلئے وہاں کی عیسائی جماعت کا مذہب بہت جلد بدل گیا ؎

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

مدح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

اے آنکہ از خداست اولوالعزم نام تو
برتر ز فکر و وہم من عالی مقام تو

بہتر ز آب چشمۂ حیواں ہزار بار
یک قطرۂ معارف قرآں ز جام تو

روح رواں بقالب بے روح مے دمد
معجز نما و پُر ز معارف کلام تو

آزادگان پرند بجوش وہوائے نفس
خوش قسمت آنکہ ہست گرفتار دام تو

دشمن ہزار بار دہندت پیام جنگ
ویں طرفہ ترکہ صلح ومدارات کام تو

از شر دشمناں ضررے چوں رسد ترا
زیراکہ بر منار بلند است گام تو

ناکام و نامراد کند دشمنان تو
واز لطف وجود خویش بر آرد مرام تو

وابستہ دار دامن مارا بفضل عمر
یارب جدا مباد ز سلک نظام تو

غم نیست زینکہ جامۂ دلق است در برم
نازم بریں کہ از رہ صدقم غلام تو

ایں است مدعائے عطا از جناب پاک
باشد صلائے فتح نمایاں بنام تو

خاکسار۔ عطا محمد احمدی مدرس تلونڈی جھنگلاں

انوار خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۰ء پر اسمہ احمد کے متعلق جو تقریر فرمائی۔ وہ حضور کی دوسری تقریروں کے ساتھ چھپکر تیار ہو گئی ہے اس تقریر میں تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کو چیلنج دیا گیا ہے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کے متعلق بڑے زبردست دلائل دیئے گئے ہیں جن کا توڑنا ناممکن ہے۔ ہر ایک احمدی کو یہ دلائل از بر یاد ہونے چاہئیں۔ یہ تقریروں کا مجموعہ بنام انوار خلافت ۲۰×۲۶ کے ۱۴۳ صفحوں پر مشتمل ہے دوسری تقریریں بھی بیش بہا معارف اور نکات کا مجموعہ ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف دس آنے (منیجر [illegible] قادیان)

ازہاق الباطل

مفتی عبدالقادر صاحب لاہوری کے اعتراضات کے جواب

(از جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

۲۳ فروری ۱۹۱۶ء کے پیسہ اخبار میں ایک مضمون "جواب گردہ قادیانی" کی سُرخی کے ساتھ درج ہے۔ جسکے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون راقم مضمون کی طرف سے اس دندان شکن مضمون کے جواب میں نکلا ہے۔ جو راقم مضمون کے بعض اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اور ۲۱ فروری کے پرچہ اخبار الفضل میں شائع ہوا۔ راقم مضمون جو مفتی عبدالقادر صاحب ہیں۔ اپنے مضمون کو ان تمہیدی فقرات سے شروع کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

"یہ عجالہ وہدایۃ فی الضلال مولوی غلام رسول راجیکی کی کجروی کا جواب ہے" افسوس کہ مفتی صاحب نے باوجود جواب دینے کے شوق میں قلم اٹھائی۔ مگر ناظرین کو اپنے سارے مضمون میں جواب سے محروم ہی رکھا۔ میرے ان جوابات میں سے ایک جواب کو بھی غلط ثابت کرکے نہ دکھایا بلکہ اسطرف رُخ تک نہ کیا۔ مفتی صاحب کے بے نظم ونسق اور بے ربط فقرات سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حق کی پُر شوکت اور پُر ہیبت تحریر نے صرف ان کے دماغ کو ہی بدحواس کیا۔ بلکہ ان کے قلم کو بھی ایسا مرعوب کیا کہ میدان تحریر میں اُسکے پاؤں لڑکھڑاتے نظر آتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ مفتی صاحب صداقت اور حقیّت سلسلہ احمدیہ کو جوابات احقر کے مطالعہ کے بعد قبول فرما لیتے۔ ورنہ جواب نہ بن آنے سے مُہر سکوت پر قناعت کرتے کیونکہ یہ مضمون جو انہوں نے ۲۳ فروری کے پیسہ اخبار میں شائع کرایا ہے۔ اس سے نہ صرف ان کی کمزوری اور کم علمی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ اہل علم ناظرین اس سے لاہور کے دوسرے غیر احمدی علماء کی کمزوری بھی محسوس کرینگے۔ اور ضرور ہے کہ ایسے ذی علم وفہم بزرگ کے طفیل اتنا بڑا شہر بھی بدنام ہو جسکے غیر احمدی علماء بزرگوں کا نمونہ ہاں زندہ نمونہ جناب مفتی عبدالقادر صاحب جیسے عالم اور مفتی موجود ہیں۔ آپ کے چند ایک اعتراضات کو بطور نمونہ بمع جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے ؛

مفتی:- غلام احمد قادیانی کی نبوت تو بعید اس کو کوئی صحیح الایمان ولی اور مُسلمان بھی نہیں کہہ سکتا ؛

احمدی:- صحیح الایمان تو جس قدر تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو ولی کیا نبی برحق تسلیم کر لیا ہے۔ ہاں منکروں کا انکار ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ سب نبیوں کے منکروں کا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ایسا ہی دوسرے سب نبیوں کو سب دُنیا کے لوگوں نے قبول کر لیا۔ پھر جب ایسا نہیں ہُوا۔ تو منکروں کی یہ رسم اور یہ عادت اس زمانہ کے نبی کے متعلق کیوں تبدیل ہوتی ؛

مفتی:- نبوت اور رسالت جو نص قرآنی سے ختم ہو گئی ہے۔ الا رسُول اللہ خاتم النبیین الاٰیۃ سے واضح ہے۔

احمدی:- مفتی صاحب الا رسول اللہ صحیح نہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں الا کی جگہ ولٰکن آیا ہے۔ آپ مخلوق کے کلام پر تصحافت کریں۔ لیکن خالق کے کلام کو اپنے حال پر ہی رہنے دیں۔ کیونکہ وہ محتاج اصلاح نہیں۔

یہاں یہ یاد رکھیے کہ نئی شریعت والی نبوت بیشک ختم ہو گئی ہے۔ اور آنحضرت کے بعد اب کوئی نبی نئی شریعت کے ساتھ نہیں آسکتا۔ لیکن اس مسئلہ کا ماخذ آیۃ خاتم النبیین نہیں۔ بلکہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے کیونکہ آیت خاتم النبیین سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے بعد ایسے نبی آئینگے۔ جو آپ کی مہر افاضہ سے فیض نبوت کو حاصل کرینگے۔ کیونکہ خاتم کا لفظ خواہ بکسرۂ تا ہو۔ خواہ بفتحۂ تا۔ دونوں صورتوں میں مُہر کے معنوں میں آیا ہے۔ اور اگر بکسرۂ تا بمعنے اسم فاعل بھی لیں۔ تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا محل مدح میں ہی نہ کہ محل ذم میں۔ اب آیت کے سیاق سباق پر غور کریں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلعم کا ان معنوں میں خاتم ہونا کہ آپکا وجود باب نبوت کے مسدود ہونے کی علامت ہے۔ اور آپ ایسا قفل ہیں کہ جس سے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے مسدود ہوتا ہے۔ ان معنوں سے آپ کی کونسی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس سے آپکی کونسی تعریف ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپکو آخری نبی ان منحوس معنوں میں سمجھا جائے۔ جو آپ کی مدح نہیں بلکہ ذم ہے۔ ہاں آپ کو خاتم ان معنوں میں سمجھنا کہ آپ پر سب کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ آپکے بعد کے نبیوں کو آپ کی مہر افاضہ کی طفیل نبوت ملا کریگی۔ تو ان معنوں میں آپ کا خاتم النبیین ہونا محل مدح اور قابل تعریف ہے سو ہم انہی معنوں کے قائل ہیں۔ اور یہی صحیح ہیں کیونکہ قرآن کریم کے دوسرے مقام سے انہیں کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ کی دُعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر غور کرو۔ اگر منعمین والے انعام سے طالبان انعام کو منعم نہیں بنانا تھا۔ تو کیا منعمین کی راہ طلب کرنے کا ارشاد یوں ہی عبث طور پر فرمایا گیا۔ پھر آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سے اس سیدھی راہ کا پتہ بھی دیا کہ وہ اللہ اور اسکے رسُول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت ہے۔ اور انعام کے مراتب کو بھی بتا دیا کہ وہ نبوت۔ صدیقیت اور شہیدیت اور صالحیت ہے۔ اب تعجب ہے۔ کہ اس آیت کے رُو سے امت محمدیہ میں آنحضرتؐ کی اطاعت کے طفیل اسبات کو تو مانتے ہیں۔ کہ اس اُمت میں صدیق۔ شہید۔ صالح۔ سب مراتب کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن باوجودیکہ اس آیت میں انعام نبوت کی بشارت بھی موجود ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی اتباع سے نبوت کا انعام بھی مل سکتا ہے۔ پھر انکار کیا جاتا ہے۔ اور بلا سوچے سمجھے یُوں ہی کیا جاتا ہے۔ ہم اس مسئلہ میں علیٰ وجہ التحقیق خدا کے فضل سے بصیرت کے اس مقام ومرتبہ تک پہونچے ہوئے ہیں کہ لاہور کے علماء کیا دنیا بھر کے غیر احمدی علماء بھی اگر بحث کے لئے میدان مقابلہ میں آنا چاہیں۔ تو ہم اس مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور ایسا ہی اس مسئلہ میں کہ حضرت مسیح اسرائیلی فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنیوالا مسیح اسرائیلی نہیں۔ بلکہ مسیح محمدی ہے۔ جو آنحضرتؐ کی اُمت کے افراد سے ایک فرد اُمت ہے۔ اور ایسا ہی اس بارہ میں کہ وہ آنیوالا مسیح حضرت نبی اللہ احمد قادیانی ہے۔ اور یہ کہ آپ از روئے منہاج نبوت اپنے سب دعاوی میں صادق اور حق پر

ہیں۔ کیا لاہور کے علماء سے یا دنیا بھر کے غیر احمدی علماء سے ان مسائل میں ٹھنڈے دل کے ساتھ کوئی صاحب ہم سے گفتگو کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اگر ہیں تو اٹھیں۔ اور مرد میدان بنکر مقابلہ میں آئیں۔ ہم خدا کے فضل سے احقاق حق اور ابطال باطل کی غرض سے ہر ایسے مجمع اور مجلس میں جو محض امن اور تحقیق کے لئے منعقد ہو۔ حاضر ہونے کے لئے ہر وقت طیار ہیں ۔

مفتی:۔ جس نے اس (ختم نبوت یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آنے والا) کے خلاف عہد اسلامی میں دعوے کیا۔ اسکے ساتھ قتل کا سلوک کیا گیا ۔

احمدی:۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا۔ وہ بموجب تعزیر خداوندی ولو تقول علینا الخ قتل کئے گئے۔ لیکن کیا مفتی صاحب اس بات کا بھی ثبوت دے سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب باوجودیکہ آپ مدعی نبوت تھے۔ قتل کئے گئے؟ آپ پہلے نبیوں اور سچے رسولوں کی طرح اپنی وحی محافظت از قتل واللہ یعصمک من الناس اور یا عیسیٰ انی متوفیک الخ کے ماتحت جھوٹے مدعیان نبوت کی سزا سے محفوظ رہے جس سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ آپ اپنے دعویٰ نبوۃ میں مفتری نہیں تھے۔ بلکہ سچے اور بالکل سچے تھے ۔

مفتی:۔ قادیانی کا ایک مرید جو امیر کابل کا ملازم تھا اس کو بھی یہی قتل کی سزا دیگئی۔ اگر مرزا قادیانی بذات خود حکومت اسلامیہ میں کہیں چلا جاتا ضرور یہی سزا پاتا ۔

احمدی:۔ واہ جناب مفتی صاحب! آپنے تو حد ہی کردی کیا کسی کے مرید اور صحابی کا قتل ہو جانا۔ مدعی نبوت کے کذب کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو پھر آپ کے اس معیار کے رو سے قریباً سب ہی جھوٹے ثابت ہونگے۔ کیونکہ شائد ہی کوئی نبی ایسا ہو گا جسکے اتباع سے کوئی نہ کوئی قتل نہ ہوا ہو۔ اوروں کو جانے دو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھو کہ آپ کے کس قدر اصحاب شہید کئے گئے۔ یہی نہیں کہ میدان کارزار میں بمقابلہ کفار ہی شہید ہوئے بلکہ بعض اصحاب محض شریروں کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے سخت بے رحمی کے ساتھ یوں ہی شہید کئے گئے۔ اب کیا آپ صحابہ کے قتل سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اس جھوٹے اور خود ساختہ معیار کے رو سے دعوی نبوت میں غیر صادق تسلیم کرینگے؟ افسوس صد افسوس! مفتی ہوکر ایسا ناپاک فتویٰ۔ کاش! آپ میں تصدیق حق اور حق پروری کا مادہ ہوتا۔ اور آپ کابل کے دو شہیدوں کی شہادت سے ہی حضرت مرزا صاحب کو صادق فی الدعوے یقین کر لیتے۔ کیا ایسا شخص جو علماء کابل کے درمیان افسر العلماء کے لقب سے مشہور تھا اور جسکی فضیلت اور عظمت شان یہاں تک تھی۔ کہ موجودہ امیر کی تاجپوشی کی رسم اسی کے ہاتھ سے ہوئی ایسے انسان کا حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق کرنا پھر استقلال اور استقامت کے اعلیٰ نمونہ کے ساتھ موت احمر کی حیرتناک اور تعجب خیز شہادت سے تصدیق کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اولی الالباب اور حقائق شناس لوگ ایسی شہادت اور تصدیق سے حضرت مرزا صاحب کی قوت قدسیہ اور آپ کے دعوے کی صداقت کا ثبوت یقین کرتے ہیں۔ اور علاوہ اسکے شہیدان کابل کا شہید ہونا اتفاقی امر نہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی ایک اور طرح دلیل بھی ہے کہ آپ کی وحی شاتان تذبحان کے ماتحت واقعہ ہوئی۔ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی۔ جبکہ کابل میں کوئی حضرت مرزا صاحب کو جانتا بھی نہ تھا۔ اور نہ مانتا تھا۔ اب کیا ایسی کھلی کھلی نبوت اور ایسی صاف صداقت کہ جسمیں کچھ شک اور کذب کا شائبہ نہ ہو اسے قبول نہ کرنا کسی طالب حق اور حق پژوہ انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ اگر مرزا قادیانی بذات خود حکومت اسلامیہ میں کہیں جاتا تو ضرور یہی سزا پاتا (یعنی قتل کیا جاتا) اسکے جواب میں عرض ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا میں اسلام کے حقیقی معنوں کے رو سے کوئی اسلامی حکومت ہوتی تو اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ وہاں مبعوث کرتا۔ لیکن مسیح موعود کے مبعوث ہونے کا زمانہ تو وہ زمانہ لکھا ہے۔ جس میں دین اور ایمان ثریا پر چلا گیا ہو گا۔ اور دنیا میں اسلام اور قرآن بجز اسم و رسم کے کچھ نہیں ہو گا۔ اور زمین پر دین اور ایمان کا دوبارہ ظہور مسیح موعود کے ذریعہ ہو گا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں ظہور میں آگیا۔ اور خدا نے اپنے فضل سے اپنے مسیح موعود کے لئے دنیا کی تمام حکومتوں سے برٹش حکومت اور انگریزی سلطنت کو چنا۔ اب جبکہ خدا خود حکومت کے صحیح معنے اور اصل حقیقت کے رو سے انگریزی حکومت کو سب حکومتوں پر ترجیح دیتا ہے۔ یہاں تک کہ نام کی اسلامی حکومتوں پر بھی ترجیح دی۔ تو ہم اسے کیوں نہ ترجیح دیں۔ اور جیسا کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر مرزا اسلامی حکومت میں ہوتا تو قتل کیا جاتا۔ کیونکہ اسلامی حکومتوں نے خدا کے مسیح موعود سے وہی سلوک کرنا تھا۔ جو یہودیوں نے پہلے مسیح سے کیا۔ سو خدا کو مفتی صاحب والے مقولہ اور اسکی حقیقت کا پہلے سے ہی علم تھا اسلئے اس نے یہودیوں کے شر سے بچانے کے لئے عیسائی قوم کی سلطنت میں مبعوث کیا۔ سو ہم خدا کے اس عظیم الشان احسان کے نہایت ہی شکر گذار ہیں۔ جو اس نے ہمیں اور ہمارے مسیح کو ایسی محسن اور رعایا پرور اور انصاف پرست گورنمنٹ کے سایہ عطوفت میں جگہ دی کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کہیں بھی ہمارے لئے امن کی جگہ نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حضرت مسیح موعود نے برٹش حکومت کی اطاعت اور وفاداری کو جزو مذہب اور تعلیم سلسلہ حقہ کی ایک ضروری اور لازمی شاخ قرار دیا ہے جسکے نیچے ایک انسان سلسلہ احمدیہ کا پیرو اور جماعت احمدی کا ممبر کہلا کر گورنمنٹ برطانیہ سے کبھی بھی غداری کا برتاؤ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی باغیانہ خیالات کو اپنے دماغ میں کسی وقت جگہ دے سکتا ہے۔ بلکہ وہ اس پاک مذہب کی تعلیم کے ماتحت اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہاں بھی گورنمنٹ عالیہ کے متعلق بغاوت کی گندی اور ناپاک ہوا کو محسوس کرے اس کے دفعیہ کے لئے کوشاں رہے۔ پھر خدا کا یہ فضل ہے کہ ہم اپنے ان مذہبی خیالات کو جو گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور وفاداری کے متعلق ہیں۔ جس ڈنکے کی چوٹ سے مختلف لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اور کوئی ہرگز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہم اس اظہار سے اپنا مذہبی فرض ادا کرتے ہیں جو ہمارے سلسلہ کی شرط اور ہمارے مذہب کی جزو قرار دیا گیا۔ اور جسکے اظہار سے خدا تعالیٰ کے حضور سے اجر و ثواب کی بھی امید رکھی جاتی ہے لیکن ایسے شخص کو جو احمدی نہیں۔ اس معاملہ میں ہمارا ہم نوا ہونا

بوجہ اختلاف عقائد تامل اور تردد میں ڈالتا ہے۔ اس لئے اسے وہ جرأت نہیں ہوتی۔ جیسے ہم کام میں لا سکتے ہیں۔

مفتی۔ اتنی تاویلیں جو ہر حدیث میں کر سکتے ہو تو یہ تاویل بھی کرو۔ کہ قادیانی کو حد ہوئی۔ اور حاکم کے حکم سے برسر دار کیا گیا۔

احمدی۔ مفتی صاحب! آپ خلاف عقل ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔ جن سے آپ کا یہ مایۂ ناز علمی نمونہ لاہور کے دوسرے غیر احمدی علماء کو بھی بدنام کرتا ہے۔ دیکھو کسی آیت یا حدیث کی تاویل بشرطیکہ وہ بجا اور مناسب موقع ہو۔ بے جا اور غیر مناسب نہیں ہے۔ پس ہم جہاں تاویل کرتے ہیں۔ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے منشاء کے مطابق کرتے ہیں۔ جن پر خدا کی فعلی شہادتیں بھی واقعات اور مشاہدات کے رنگ میں تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن جس طرح کی آپ تاویل چاہتے ہیں۔ جیسے کہ آپنے اس کا نمونہ ظاہر کیا۔ اس قسم کی تاویلیں سراسر خلاف واقع اور کذب محض کا رنگ رکھتی ہیں۔ ایسی تاویلوں سے ہمیں کوئی نسبت نہیں۔ اور نہ ہی ان سے کسی دوسرے اہل علم اور ذی فہم کو تعلق ہے معلوم ہوتا ہے۔ آپ اسی قسم کی تاویلوں سے کام لیتے ہیں۔ افسوس! ایک مفتی ایسی تاویلوں کے ساتھ اگر فتوی کو مزین کرنے والا ہو۔ تو واقعات صحیحہ کا علم کہاں اور امان کہاں۔ خدا اپنا رحم کرے۔

پھر کیا دوسرے مکذبین انبیاء کی طرف سے بھی اگر یہی سوال ہو کہ مصدقین اپنے انبیاء کو بجائے اسکے کہ ان کی تصدیق کریں۔ آپکے اصل کے مطابق غلط تاویلوں سے ان کو جھوٹا ثابت کریں تو کیا آپ اس بات کو تسلیم کرینگے۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی
نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی

مفتی۔ مظہر کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔ ورنہ علماء اسی طرح عموماً نبی و رسول ہوتے۔ کیونکہ ان کی شان میں فرمایا گیا العلماء ورثۃ الانبیاء۔

احمدی۔ مظہریت کا ایک ہی مرتبہ نہیں۔ بلکہ اسکے کئی مراتب ہیں بعض ادنیٰ بعض اعلےٰ بعض ناقص بعض تام۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ کہ چاند بدر تام کی حالت سے پہلے بھی اپنی ہر تاریخ میں سورج کا مظہر ہی ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ حصہ اس کا روشن ہے۔ لیکن یہ مظہریت کا کامل مرتبہ نہیں۔ بلکہ ادنےٰ اور ناقص مرتبہ ہے۔ لیکن جب بدر تام کی صورت میں کامل طور پر روشن ہوتا ہے اس وقت مظہریت تامہ کے مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح سورج جس تجلی کے ساتھ آئینہ میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس تجلی کے ساتھ دیوار اور چاند میں بھی جلوہ نہیں دکھاتا۔ پس العلماء ورثۃ الانبیاء کے یہ معنے نہیں کہ ہر ایک علماء میں سے بدر تام اور آئینہ کی طرح آفتاب نبوت کا مظہر ہے۔ بلکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ علماء دین کے پاس جسقدر علم دین کا ہے یہ انہوں نے خود بخود براہ راست خدا سے حاصل نہیں کیا۔ بلکہ انبیاء کی روحانی اولاد ہونے سے بوجہ تعلق روحانی انبیاء کے ذریعہ سے انہیں ملا ہے۔ اور پھر ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حاصل کیا ہے۔ لیکن مسیح موعود کا مرتبہ جو قرآن اور حدیث کے رو سے نبی اللہ کے لقب سے مشہور چلا آتا ہے۔ اور معترض کو خود مسلم ہے اسلئے اسکی یہ شان ہے کہ وہ مظہریت تامہ کے اس مقام پر ہے جسپر وہ آنحضرت ؐ کا مظہر ہونے سے نبی بھی ہے۔ اور یہ خصوصیت صرف مسیح موعود کو حاصل ہے۔ کیونکہ پیشگوئی میں صرف وہی مخصوص کیا گیا۔

مفتی۔ یہ ساری خرابی کی بنا ناواقفیت پر ہے۔ ورنہ امر ابن ابی کبشہ پر اسکو قیاس مع الفارق کیوں کرتے ابن کبشہ پر عود نہیں تھا۔ بلکہ عرف میں غالب پر اس کا اطلاق کیا کرتے تھے۔ جیسے کہ سخی پر حاتم کا اطلاق ہوا کرتا ہے یہ صورت اور ہے وہ صورت اور ہے۔

احمدی۔ بیشک ساری خرابی ناواقفیت کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ ناواقف نہ ہوتے۔ تو ایک صداقت کو قابل اعتراض نہ سمجھتے۔ اور نہ ہی اسکے قبول کرنے سے اعراض کرتے۔ افسوس کہ آپ ابی کبشہ سے بھی ناواقف ثابت ہوئے۔ ابی کبشہ کے متعلق مجمع البحار کی جلد سوم میں یوں لکھا ہے۔ ھو رجل من خزاعۃ خالف قریشا فی عبادۃ الاوثان وعبد الشعری فشبھوہ فی المخالفۃ وقیل انہ کان جد النبی من قبل امہ فارادوا (بقولھم ابن ابی کبشہ) انہ (ای محمد) نزع فی الشبہ الیہ۔ یعنی ابی کبشہ قبیلہ خزاعہ سے ایک شخص تھا۔ جو موحد اور خدا پرست تھا۔ اس نے قریش کے ساتھ بتوں کی پرستش میں اور ایسا ہی ستارہ پرست لوگوں کے ساتھ ستارہ پرستی میں مخالفت کی اور یہ بھی روایت ہے۔ کہ ابی کبشہ آنحضرت ؐ کی ماں کی طرف سے آپکے اجداد میں سے تھا۔ سو اسکے موحد اور مخلوق پرستی کے مخالف ہونے کی وجہ سے آنحضرت ؐ کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے۔ پس آنحضرت ؐ کو ابن ابی کبشہ کی کنیت سے پکارنا آپکے موحد ہونے کی وجہ سے تھا نہ اس وجہ سے جو آپنے بیان کی۔ پھر میرا مطلب آپ مطلق نہ سمجھے کیونکہ میں نے تو مسیح موعود کی پیشگوئی میں ابن مریم سے مراد مسیح اسرائیلی کی بجائے قرائن قویہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ مسیح محمدی کو لیا تھا۔ اور ابن مریم جو کنیت ہے۔ اس کو پیشگوئی میں ذکر کرنا ابن ابی کبشہ کی مثال سے مثیل مسیح کے معنوں میں جائز قرار دیا تھا نہ یہ کہ کنیت پیشگوئی میں کسی مثیل کے لئے مانع ہو سکتی ہے۔ پھر علاوہ اسکے میں نے تو ابن مریم کے لفظ کی حقیقت کو ابن اور مریم دو حقیقتوں کے ساتھ ذکر بھی کر دیا تھا۔ کہ جسکے بعد اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہی تھی۔ لیکن آپ ہیں کہ بات کو کچھ کا کچھ ہی سمجھ رہے ہیں۔ آپ کا یہ فقرہ کہ وہ جیسے سخی پر حاتم کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔ میرے مطلب کی اور بھی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ حاتم کی موت کے بعد اگر کوئی حاتم کے آنے کی پیشگوئی کرے۔ خواہ اس میں حاتم کے ساتھ اس کی کسی مشہور کنیت کا بھی ذکر کرے۔ جیسے مسیح اور عیسیٰ کی پیشگوئی میں ابن مریم کی کنیت کا ذکر تو اس سے بھی کسی مثیل حاتم ہی کا آنا مراد ہوگا نہ اصل حاتم کا۔ کیونکہ حاتم کی موت ایک ایسا قرینہ ہے۔ جو اس پیشگوئی کو اصالتاً پورا ہونے سے مانع ہے۔ پس لامحالہ مثیل ہی مراد لینا پڑے گا۔ اسی طرح جب قرآن و حدیث اور عقل سلیم اور نقل صحیح کے رو سے ایک طرف حضرت مسیح فوت شدہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف انکی آمد کی پیشگوئی ہے۔ تو موت کا قرینہ اصل مسیح کے آنے کے لئے مانع ہو گا۔ جس سے بالآخر آنیوالے مسیح کو مثیل مسیح مراد لیا جائے گا۔ وھو المطلوب۔

مفتی۔ یوشکن افعال مقاربہ میں سے ہے۔ ان افعال کا مطلب یہ ہے کہ اسم کو خبر کی طرف قریب کر دیتے ہیں۔ مثل کا معنے افتراء۔

احمدی۔ افعال مقاربہ کی یہ تعریف جو آپ کر رہے ہیں یہ تو میرے معنوں کی اور بھی تائید کرتی ہے۔ لیکن افسوس! کہ

آپ بات کو تو سمجھتے نہیں - البتہ اعتراض کرنے کا شوق موجزن ہو جاتا ہے - کیا مینے اسبات سے انکار کیا ہے - کہ افعال مقاربہ نہیں ہوتے یا یوتکن افعال مقاربہ میں سے نہیں - میرا تو یہ مطلب تہا کہ یوشکن اور ینزل جو زمانہ مستقبل کے متعلق ہے - اور نزول مسیح کی پیشگوئی ہے - یہ بقرینہ موت مسیح اور بلحاظ واقعہ مستقبلہ مثل اور مثیل کو چاہتی ہے جیسا کہ امامکم منکم سے اسکی اور بھی تائید ہوتی ہے - اور افعال مقاربہ قرب زمانی کے معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں - جو اپنے اسمار کو بلحاظ قرب زمانہ فعل سے قریب کر دیتے ہیں - اسپر اعتراض کیسا ✦

مفتی - عیسیٰ موعود سے ایک شخص خاص معین مراد ہے اسکے جمیع حالات و محل نزول وغیرہ سب معین ہیں - غیر معین سے غیر ہوتا ہے - اسبارہ میں جو احادیث ہیں وہ ظاہر الدلالۃ ہیں - انکی تاویل ہرگز جائز نہیں ہے ✦

احمدی - بے شک عیسیٰ موعود سے ایک خاص شخص اور معین ہی انسان مراد ہے - اور ہمیں اس سے کب انکار ہے ہم تو خدا کے فضل سے بقرینہ الفاظ حدیث امامکم منکم اور اختلاف الحلیتین کہ مسیح اسرائیلی کا جعد - عریض الصدر - احمر یعنی گھونگریالے بالوں والا - چوڑے سینہ والا - سُرخ رنگ حلیہ ہے - اور عیسیٰ موعود یعنی مسیح محمدی کا حلیہ آدم - مربوع القد - سبط الشعر ہے - یعنے گندم گون رنگ والا مربع قد اور سیدھے بالوں والا - اور آیت استخلاف کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں آنیوالا اور آنحضرت صلعم کی اُمت اور آپکے اتباع سے آنے والا یہ وہ قرائن ہیں - جن سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح اسرائیل جو فوت شدہ ہیں وہ اور ہیں - اور آنیوالے مسیح موعود اور ہیں اور وہ نشانوں کی تصدیق سے حضرت **احمد قادیانی** ہیں صلواۃ اللہ علیہ وعلےٰ اتباعہٖ آمین - آپ کا یہ کہنا کہ اس بارہ میں جو احادیث ہیں - وہ ظاہر الدلالۃ ہیں - انکی تاویل ہرگز جائز نہیں ہے - آپ کا یہ منگھڑت ڈھکوسلا ایجاد بندہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ✦

افسوس کہ آپ ایسے لوگوں نے دین کو اتباع ہوا میں بچوں کا کھیل بنالیا ہے - اور بات کہتے وقت خوف خدا کو کچھ بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا - بھلا یہ کہاں سے متحقق ہُوا کہ مسیح موعود کی پیشگوئی کے متعلق جسقدر احادیث ہیں - وہ ظاہر الدلالۃ ہیں - اور ان کی تاویل جائز نہیں اگر یہ سچ ہے - تو میں آپ سے پوچھتا ہوں - آپ مجھے اس کا جواب دیں کہ کیف انتم اذا نزل فیکم میں انتم اور فیکم - کی ضمیر جمع مخاطب ہے - جس سے عند التکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کو مخاطب فرمایا - ظاہر ہے کہ نزول مسیح کا وعدہ صحابہ کو دیا گیا تہا - اور جو ظاہر طور پر یہ دلالت کرتی ہے - کہ مسیح صحابہ میں نازل ہونیوالا تھا - نہ اسکے سوا کسی بعد کے گروہ میں - اب آپ کو یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ صحابہ کا گروہ فوت ہوچکا ہے اور مسیح بھی ان میں نازل ہُوا - اور اگر مسیح ابھی تک نازل نہیں ہُوا - تو چاہیئے - کہ وقت نزول مسیح تک صحابہ بھی زندہ رہیں - تا الفاظ حدیث بقول آپکے ظاہر الدلالۃ اور غیر ماؤل رہیں - لیکن چونکہ واقعات مشہودہ حالات کو اسکے خلاف ظاہر کر رہے ہیں - اور بتاتے ہیں کہ صحابہ فوت ہوگئے - اور یہ بھی ثابت ہے کہ مسیح بھی ان میں نازل نہ ہُوا - تو اب یہی بات ماننی پڑے گی - کہ نعوذ باللہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی - کیا آپ اس سے خوش ہونگے پھر بجز اسکے کہ الفاظ حدیث کو ماؤل مان کر انتم اور فیکم سے مراد مسلمانوں کا وہ گروہ لیا جائے - کہ جس میں مسیح کا نزول ہو - حدیث کی صداقت کے لئے کوئی راہ نہیں اسی طرح جب مسیح اسرائیل کو تیس آیات سے فوت شدہ پاتے ہیں تو لفظ نزول اور لفظ مسیح کے بھی بجز اسکے کہ اسکے معنے ظہور بعث اور مثیل مسیح کے لئے جائیں - اور ان الفاظ کی تصدیق حقیقت کے لئے اور کوئی راہ نہیں - پس بایں ہمہ پھر مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ الفاظ حدیث ظاہر الدلالۃ ہیں - اور ان کی تاویل ہرگز جائز نہیں - کس قدر افترا - بہتان اور کذب محض ہے - ونعوذ باللہ من ہذہ الاکاذیب

مفتی - اب بنا بر نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اور اسکے مُریدوں کو دائرہ اسلام سے بالکل خارج ہونے کا اذعان کرنا چاہیئے ✦

احمدی - مفتی صاحب! آپنے کونسی نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے علے وجہ التحقیق حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے حق میں یہ فتوے دیا - حالانکہ حجّت ملزمہ کے نیچے کفر اور اسلام سے خارج ہونے کا فتوے تو خود آپ پر لگتا ہے - کیونکہ آپنے نبی وقت اور امام وقت کی مخالفت کی - اور انکار کفر سے کفر کے فتوے کے نیچے اپنے تئیں خود ڈالدیا - اب یہ مثل "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" خدا کے نبی کو مع جماعت مؤمنین کافر اور خارج اسلام قرار دینا چہ دلاور کا مصداق بنتا ہے - ذرا اس فتوے کا مزہ بٹالوی تکفیر سے تو دریافت کر لیا ہوتا - کہ ایک مامور من اللہ اور اس کی جماعت کو کافر کہنا کیسے وبال کا باعث بنا کرتا ہے - آپکا فتوی تو بٹالوی تکفیر کے فتوے کے مقابل چوہے تیر زدہ کا مصداق ہے - پھر جب اس زبردست اور پُر زور فتوے نے کچھ نہ بگاڑا - تو آپ کی یہ ٹیں ٹیں کیا حقیقت رکھتی ہے - اور کس شمار میں ہے ✦

خدا کے غضب کے دن ہیں - اور دنیا میں چاروں طرف عذاب آلہی اپنے حملوں سے سیلاب اور طوفان کی طرح تباہی اور بربادی ڈال رہا ہے - پھر یہ لوگ کیسے سخت دل ہیں کہ عبرت نہیں پکڑتے - اور نہ ہی خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیتے ہیں - خدا جانے یہ کس قیامت کے منتظر ہیں - کہ خدا کا نبی اور مسیح محمدی باوجود لاکھوں نشانوں کے ابتک ان کی نظروں میں کاذب اور مفتری ہے -

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

ریویوز

گنجینۂ اسرار حقیقت مولفہ شیخ حکیم خدا بخش صاحب قادری لودھیانوی جسے ہوہیارہ لال نانو مل صاحب اگروال قیصر ہند ایجنسی لودہانہ نے شائع کیا ہے - ۱۸×۲۲ سائز کے ۱۷ صفحات کا ایک مختصر سا رسالہ ہے - جسمیں بہت سے بزرگان سلف کے ایسے اقوال کو جمع کردیا گیا ہے - جن کا مطالعہ سبق آموز اور نصیحت خیز ہے قیمت بلا محصولڈاک ۹/ مندرجہ بالا پتہ سے ملسکتا ہے - شوقین منگوا کر فائدہ اٹھائیں ✦

ملفوظات الحائری ۲۰×۲۶ سائز کے ۳۲ صفحہ پر "سرکار شریعتمدار علامہ سید علی الحائری صاحب مجتہد پنجاب" کی ایک تقریر ہے - جو آپنے

تذکرۃ الشہادتین کا ایک حوالہ
اور
پیغام والوں کا انکار

تشحیذ الاذہان ماہ فروری میں مسئلہ ختم نبوت پر ایک جامع بحث ہے آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر اور ان تمام احادیث کے درست معانی بیان کیئے گئے ہیں جو ہمارے مخالف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوۃ بند ہو جانیکے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں ایک حوالہ تذکرۃ الشہادتین سے غیر مبایعین کی توجہ کے لیئے دیا گیا تھا۔ وہو ہذا

"آنچہ ناآشنایانِ حقیقت بمغز سخن نارسیدہ بر لفظ رسول و رسالت و نبی و نبوت اعتراض میکنند کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء است و بمضمون حدیث لانبی بعدی۔ احدے بعد از آن حضرت نبی نتواند بود۔ ایشان معنی ختم نبوت را اصلاً نفہمیدہ اند چہ بر وجود ذی جود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمالی درجہ نبوت ختم شدہ است نہ نبوت از سرے تا روز قیامت غیر از امت و امت بودن آنحضرت نبی صاحب شریعت جدیدہ نخواہد رسید چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ را نیز ہمیں اعتقاد است۔ کما نقل محمد طاہر فی تکملۃ مجمع بحار الانوار۔
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ و ازیں جہت نیز منافی لا نبی بعدی نیست کہ اگر بعد از آنحضرت صلعم در میان امت سلسلہ نبوت جاری میماند البتہ دریں صورت امر ختم نبوت مشتبہ میگشت و حالا کہ امر ختم نبوت راسخ گردیدہ است رحمت الٰہی حسب وعدہ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصلحت الآیۃ اقتضا فرمود۔ تا بجہت تحقق مثلیت سلسلۂ خلافت موسویہ در آخر سلسلۂ خلافت محمدیہ نیز یک نفس زکیہ روحی و قلبی فداہ را از ہمیں امت کہ بروز تام حضرت ختمیت مآب صلعم باشد بر حسب سالت عطا نماید تا مہر ختم نبوت ہم شکست نیابد و شرف ایں امت نیز برقرار بماند و مثلیت سلسلہ موسویہ ہم تحقق گردد۔ و وعدہ الٰہی نیز بانجام رساند ان اللہ لا یخلف المیعاد ××× الغرض عقیدۂ ما اینست کہ سلسلہ نبوت ختم نشدہ است اما کمالات نبوت بر ذات سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم گشتہ است۔ و ہیچ اسرائیلی نبی دریں امت نخواہد رسید آنکہ مبعوث شدنی بود مبعوث گردید" (جولائی ۱۹۰۴ء)

اب یہ عبارت ایسی صاف ہے کہ اسمیں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ امت محمدیہ میں نبی ممتنع نہیں بلکہ ضروری ہے۔ جب کوئی جواب نہیں بن آیا۔ تو جیسا کہ ہزیمت خوردہ انسان کا قاعدہ ہے گالیوں پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ جناب حکیم محمد حسین صاحب نے (جو اپنے دوستوں میں مرہم عیسیٰ کے لقب سے مشہور ہیں) مجھے بے ایمان لکھا ہے۔ عفاک اللہ نکو گفتی۔ حکیم صاحب ایک شریف خاندان سے شریف باپ کے بیٹے ہیں بظاہر ان سے یہ توقع نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر عیالدار آدمی ہیں آجکل جنگ کی وجہ سے یوں بھی اخراجات دگنے ہو گئے ہیں۔ اسلیئے ان کا یہ فعل اضطراری ہے اور میرے نزدیک قابل عفو۔ بلکہ اگر حکیم صاحب موصوف جو اس وقت دورہ پر اپنے فرض منصبی کو تندہی سے ادا فرما رہے ہیں۔ اس قسم کی اور گالیاں دے کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آئندہ ایجنڈے میں جناب آنریری سکرٹری (جو ... ... اس قسم کی خدمات کو اپنے مذاق کے لحاظ سے بہت پسند فرماتے ہیں۔) سے رپورٹ کے علاوہ اپنے معلم و مزکی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی کی سفارش بلحاظ امارت قومی حاصل کر سکیں۔ تو میں خوش ہونگا کہ اپنے بھائی کی مشکلات آسان کرنے میں کام آ سکا پھر سٹیشن سے مکان تک کے مختصر فاصلہ کے لیئے ایک ہی ٹانگہ کے چھ چھ آنے دو مبلغوں کو الگ الگ وصول کرنے کی کوشش کی ضرورت بھی نہ رہیگی مجھے پیٹ بھر کر گالیاں دے لو۔ مگر خدارا ایسی رکیک باتیں نہ کرو۔ کہ یہ حاشیہ حضرت اقدسؑ کا لکھا ہوا نہیں اسلیئے یہ انکا مذہب نہیں۔ کیونکہ یہ بات عقلاء میں ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ جیسی ذمہ وار پوزیشن کا بزرگ اپنی کتاب کا ترجمہ ایک ایسے شخص کے سپرد کر دے جو امانت و دیانت سے کام نہ لے۔ اور اس قسم کی عبارتیں بڑھا دے جو نہ صرف یہ کہ حضرت موصوف کے منشاء کے خلاف ہوں بلکہ آپکی تعلیم کی ضد اور اسلام کی بیخکن ہوں اور پھر بیخبری کا یہ عالم کہ آدھ صفحے کے قریب ایک حاشیہ ہے وہ بھی ابتداء کتاب میں اور اسمیں صاف لکھا ہے "کہ عقیدۂ ما اینست کہ سلسلہ نبوۃ ختم نشدہ است" اور حضرت اقدسؑ کو خبر تک نہیں ہوتی حالانکہ یہ وہ عقیدہ ہے جس کے نتائج کے بارے میں مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔

"دنیا کے سارے پہاڑوں کے سلسلے بھی جمع کیئے جائیں تو اس جرم کی بڑائی کو وہ نہیں پہنچ سکتے۔ × × تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں"

تعجب ہے کہ ایسا عقیدہ ۱۹۰۴ء میں حضرت اقدسؑ کے سامنے شائع ہو۔ اور شائع بھی آپ ہی کی کتاب میں جو آپ ہی کے نام سے آپ ہی کی طرف سے ایک ایسی سرزمین میں جانیوالی ہے۔ جہاں کے لوگ سخت مذہبی اشتعال رکھتے ہیں۔ اور جہاں ابھی ابھی دو نفوس زکیہ شہید کیئے جا چکے ہیں۔ اور حضور چپ دیکھتے ہیں۔ اور اس عقیدہ کو نہ اپنی کتاب سے نکلواتے ہیں نہ اسکے برخلاف تقریر فرماتے ہیں۔ بلکہ اپنے دوستوں کو تحریک کرتے ہیں کہ اسے افغانستان میں خوب شائع کرو۔ اسوقت نہ تو دنیا کا اکیلا موحد صدائے احتجاج بلند کرتا ہے نہ ہمارے پیر بزرگ جن کی علمی قابلیتیں اب ایک مراہق کے ذریعے نور افزائے دیدۂ عبرت ہو رہے ہیں۔ کچھ بولتے ہیں اور اب اتنے عرصے کے بعد کہا جاتا ہے کہ حضور مغفور نے اسے دیکھا نہ ہو گا یہ ہو گا وہ ہو گا۔ میں انکشاف حقیقت کے لیئے مترجم کا اپنا بیان شائع کرتا ہوں:۔

"جناب من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرۃ الشہادتین کے ترجمہ کی بابت مولانا مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا تھا مولانائے موصوف نے بمواجہ حضرت اقدسؑ خاکسار کو مدرسے بلوا کر ارشاد فرمایا کہ سلیس فارسی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ ہر چند خاکسار نے عذر کیا کہ مجھ میں اسکی اہلیت نہیں لیکن مولانا نے خاکسار ہی کو ذمہ وار ٹھہرایا جب ترجمہ ہو چکا تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا گیا مولانا عبدالکریم صاحب نے من اولہ الی آخرہ اسکو دیکھا اور دیکھ کر حضرتؑ سے چھاپنے کی اجازت طلب کی، اور حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کے سپرد کیا گیا۔ پیر سراج الحق نعمانی اسکے کاتب تھے چھپنے کے بعد بھی حضرت اقدسؑ نے اسکو دیکھا تھا اور اسکی نظم مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرتؑ کو پڑھ کر سنائی تھی اور حضرتؑ نے خوب توجہ کے ساتھ سنی تھی حضرت اقدسؑ کے حکم سے یہ کتاب چھپی ہے۔ اور حضرت اقدسؑ کے نام پر چھپی ہے۔ میں تو ناقل ہوں مجھ سے کیا سروکار اگر ترجمہ میں میں نے کچھ اضافہ کیا ہے۔ تو مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ اور صلاح سے کیا۔

میں حضرتؑ کی زندگی میں بھی حضرتؑ کو نبی اللہ مانتا تھا اور مولانا بھی نبی اللہ مانتے تھے اگر کوئی حرف بیجا ہوتا تو مولانا ضرور مجھکو متنبہ کرتے۔ بارہا مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے میری گفتگو ہوئی تھی مولوی صاحب بھی مسیح موعودؑ کو نبی اللہ ہی مانتے تھے۔ میرے مواجہ میں مولانا عبدالکریم صاحب کے اور مولوی محمد احسن صاحب کے چھوٹی مسجد میں ایک نزاع لفظی پر مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی مولوی محمد احسن صاحب کانپ کر خاموش ہو گئے تھے یہ نظارہ آجتک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

مکرمی ہم لوگ حصول ایمان کے لیئے قادیان میں آئے ہیں نہ ایمان تلف کرنے کے لیئے۔ میں کسی دنیاوی لالچ کے لیئے دارالامان میں نہیں آیا ملازم بھی نہیں کہ خوشامدانہ بات کروں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ میں حضرتؑ کی زندگی میں جیسا کہ حضرتؑ کو نبی جانتا تھا اب بھی جانتا ہوں۔ اور کتاب میں نے حضرتؑ کے حکم سے ترجمہ کی ۔

بسمل عفی اللہ عنہ

اسکے علاوہ میرے پاس بہت سے افغانوں کی حلفیہ شہادتیں موجود ہیں جو حسب ارشاد حضرت مسیح موعودؑ یہ کتاب افغانستان میں لے گئے چنانچہ ایک انہیں سے حاجی احمد گل صاحب کی شہادت ہے دوسری نعمت اللہ خاں صاحب کی جس نے اپنے بھائی کے ذریعے یہ کتاب سردار نصر اللہ خاں تک پہنچا دی پھر ایک شہادت عبدالاحد کابلی کی ہے جسے مولوی محمد علی صاحب نے خود ماسٹر فقیر اللہ صاحب کو لکھ کر تذکرۃ الشہادتین پانچ جلد دلوائے کہ اسے تبلیغ کے لیئے تقسیم کرو۔ حیرت ہے کہ اسوقت کیوں اشاعت کفر و شرک روا رکھی گئی اور اس جرم میں تعاون کیا۔ جس سے قریب ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ ۵

دو شوق سے جو چاہو سزا مجھ کو شوق کی
خود مجھ کو اعتراف ہے اپنے قصور کا

مجرم اقراری۔ اکمل عفا اللہ عنہ

مباہلہ سے فرار

۳۰۔ جنوری ۱۹۱۷ء کے اخبار الفضل میں میری طرف سے مباہلہ کا مضمون شائع ہو چکا ہے جسپر منشی عبدالحق صاحب شملوی نے جو میرے مد مقابل تھے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں بھیجا ہے۔ منشی صاحب اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں :۔

" قطع نظر کہ اسکی اور میری گفتگو دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود کس طرح پر ختم ہوئی اور کہ وہ میرے کن الفاظ سے مباہلہ کا مفہوم سمجھا۔ جن کا اظہار آپکے خط کے جواب پر انشاء اللہ کیا جائیگا "

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشی عبدالحق صاحب کے نزدیک میں نے بطور خود انکے الفاظ سے مباہلہ کا مفہوم سمجھ لیا تھا نہ کہ انہوں نے مباہلہ پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ بالکل غلط ہے منشی صاحب نے جس شد و مد سے مباہلہ کرنے پر زور دیا تھا اور باوجود چودھری عنایت اللہ خاں صاحب کے منع کرنیکے بھی وہ مباہلہ کرنے پر اصرار کرتے رہے وہ انکو یاد ہونا چاہیئے۔ اور اگر نہیں تو مندرجہ ذیل شہادتوں پر غور کریں ۔

(۱) نقل خط چودھری عنایت اللہ خاں صاحب انسپکٹر پنشنر حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۔

" یہ عاجز حلفاً عرض کرتا ہے کہ میرے روبرو چلتی ریل میں بابو عبدالحق نام والے ایک شخص نے جو کہ مباحثہ شملہ کا اپنے آپ کو ایک فریق بتلاتا تھا۔ نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق زبانی بحث کی اور بڑی تحدی کے باوجود روکنے کے مباہلہ کا اقرار کیا تھا اور بڑے زور شور سے کیا تھا "

(۲) نقل خط منشی غلام قادر خانصاحب احمدی راجپوت ساکن لنگڑوعہ ضلع جالندھر ۔

" میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ جبکہ جلسہ سالانہ سے واپس سٹیشن بٹالہ سے روانہ ہوئے تو عبدالحق صاحب ہمارے ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہوئے اور بحث کرتے کرتے جب وہ جواب سے لاچار ہوئے۔ تو بڑے زور سے مباہلہ کے لیئے کہا۔ جعفر علیخان نے اسکا مباہلہ منظور کیا اور بڑے زور شور سے عبدالحق پیغامی نے کہا کہ آپ پہلے اخبار الفضل میں اپنا مباہلہ شائع کریں۔ اور میں اخبار پیغام میں اپنا مباہلہ شائع کراؤں گا۔ اور چودھری عنایت اللہ خانصاحب پنشنر انسپکٹر صاحب بھی اور بھی کئی ایک احمدی احباب موجود تھے۔ اور ہر چند چودھری عنایت اللہ خانصاحب نے بند بھی کیا مگر وہ برابر اسی بات پر مصر رہا۔ اور قرار پا گیا کہ جعفر علیخان صاحب اپنا مباہلہ الفضل میں شائع کر دیں اور میں پیغام میں کر دونگا "

مندرجہ بالا حلفی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ منشی

عبدالحق صاحب نے کسقدر شد و مد سے مباہلہ کا اقرار کیا تھا مگر اب انکے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت انکے الفاظ ایسے مبہم تھے کہ میں نے اپنے آپ ہی اُنسے مباہلہ پر انکی آمادگی سمجھی۔ ورنہ اصل میں انکا منشاء مباہلہ کا نہ تھا۔ لیکن یہ محض اپنی جان چھڑانے کے لیئے ہے۔ اسوقت اُنہوں نے اپنی زبان سے مباہلہ پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ البتہ انکا دل آمادہ نہ تھا اور وہ ڈرتے تھے جیسا کہ انجام کا نتیجہ نکلا اور اُنکو کہنا پڑا کہ میں نے مباہلہ کا اقرار نہیں کیا۔ مگر اسپر بس نہیں کی اس خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر جعفر علی شرائط مذکور کو پورا کرتا ہوا۔ کہ مثلاً وہ مجھکو کافر یعنی خارج از دائرہ اسلام قرار دے اور بعد میں جیسا کہ انشاءاللہ آپکو معلوم ہو کر رہیگا کہ خدا کے فضل اور رحم سے باطل کا سر کچلنے کے لیئے ہمارا قدم ہمیشہ ہمیشہ آگے ہی بڑھیگا بالفرض آخر یہ میرا اور اسکا مباہلہ بھی ہو جاوے تو اس مباہلہ کا اثر آپ پر یا آپکی جماعت پر کیا ہو گا" اس گیدڑ بھبکی سے سوائے اسکے منشی صاحب کا کوئی اور مقصد نہیں ہے کہ شائد یہ ڈر جاویں اور میں اپنی جان بچالوں۔ مگر میں تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس شعر پر عمل کرتا ہوا انکو کب چھوڑنے لگا ہوں ؎

تہنچا کے چھوڑو جھوٹوں کو پھر انکے گھر تلک
ہاں پھر سمند طبع کی جولانیاں کرو

منشی صاحب نے یہ رکیک باتیں پیش کر کے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا ہے مثلاً یہ کہ میں انکو کافر سمجھتا ہوں یا نہیں اس مباہلہ کا اثر جماعت پر کیا ہو گا۔ ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ عذر تراشنے۔ خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مصداق ہیں۔ کیا یہ باتیں انہیں اسوقت یاد نہ تھیں۔ جبکہ بڑے زور سے مباہلہ پر آمادگی ظاہر کر رہے تھے۔ پھر اسوقت کیوں پیش نہ کیں۔ یہ تو میں نے ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے مباہلہ کرنیکا اقرار کیا تھا۔ اب یہ ... [illegible] نازہ پیش کردہ روکوں کو بھی دور کیئے دیتا ہوں۔ کان کھول کر سن لیں۔ میں ہر ایک ایسے شخص کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ نہیں سمجھتا کافر سمجھتا ہوں اور منشی صاحب بھی اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ نہیں سمجھتے تو انکو بھی کافر سمجھتا ہوں۔ تیسرا سوال انکا ایک بیہودہ سوال ہے کہ جماعت پر مباہلہ کا کیا اثر ہو گا غیب کی باتوں کا جاننے والا خدا ہے۔ اسلیئے کسی کو کیا علم کیا ہو گا ہاں یہ ایک خدائی نشان ہو گا سعید روحیں اس سے فائدہ اُٹھائیں گی۔ بدبخت انسانوں نے انبیاء کے نشانوں سے کیا فائدہ اُٹھایا کہ اب کچھ اُٹھاوینگے ہمارا مباہلہ کرنا محض خدا کے دین کی سچائی ظاہر کرنیکے واسطے ہو گا۔ نہ کہ دنیا کے دکھلانے کے لیئے اس سے خدا جس طرح چاہیگا اپنی مخلوق کو فائدہ پہنچائیگا۔ بندہ خدا ان بیہودہ باتوں سے تمہارا چھٹکارا نہیں ہے اگر مرد میدان ہو تو مقابل پر آؤ اور دیکھو کہ خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ثابت کرتا ہے۔ یا غیر نبی۔ صرف لفظی طور پر گیدڑ بھبکیوں سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اگر اپنے اقرار کا کچھ پاس ہے۔ اور اگر اپنی زبان کا کچھ لحاظ ہے۔ تو عورتوں کی طرح برقعہ پہنکر نہ نکلو۔ مرد میدان بنو اور دیکھو کہ خدا کیا دکھلاتا ہے+

بندہ۔ جعفر علیخاں مینیجر اکبری روشنائی
قصوری دروازہ فیروز پور شہر۔

روئداد مباحثہ موضع بھبلہ ضلع گجرات

حافظ روشن علی صاحب کے چکا بگیال سے واپس ہو تیئے ہوئے دو تین روز موضع پنڈ عزیز میں قیام فرمانے کی نسبت مجھے علم ہوا۔ تو آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ انکو ننہیال موضع ہرچیال میں انکا ایک تبلیغی وعظ کراؤں۔ درخواست کرنے پر حافظ صاحب نے بخوشی منظور کیا۔ میں نے جب اس امر کا لوگوں سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے ایک مولوی کو بغرض مباحثہ بلانے کی ٹھانی۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ مولویصاحب کے آنیسے پیشتر عقائد حقہ سلسلہ احمدیہ لوگوں کو ایک گونہ واقف کرا دیا جاوے تا وہ بدظنی جو سنی سنائی باتوں کی بنا پر لوگوں کے دلوں میں ہماری نسبت ہے دور ہو جاوے اور لوگ پھر مباحثہ کو دلچسپی سے سنیں۔ چنانچہ ظہر کے بعد قریباً ۳ بجے حافظ صاحب کا وعظ شروع کرا دیا۔ کچھ دیر لوگ سنتے رہے مگر ایک شریر نے آکر لوگوں کو ہمارا وعظ سننے سے روک دیا۔ اور کہا جب تک ہمارے مولوی صاحب آجاویں تب تک اس (حافظ صاحب) کی باتیں کوئی نہ سنے۔ یہ مجکو بھی کافر بنادیگا۔ اسپر اکثر لوگ اُٹھ گئے! تھیں وہ آدمی بھی جو مولوی کو بلانے گئے ہوئے تھے۔ واپس آگئے اور کہا مولویصاحب یہاں نہیں آتے۔ اپنے مسکن پر ہی تمہیں بلاتے ہیں اس پر میں تاج دین نمبردار ہرچیال کو ساتھ لیکر موضع سعادت پور گیا مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ انہیں ہرچیال ہی میں لایا جائے۔ مگر انہوں نے میری استدعا کو منظور نہ کیا آخر باصرار تمام موضع بھبلہ جہاں ہمارے چند احمدی دوست بھی ہیں۔ جائے مباحثہ قرار پایا۔ بعد نماز عصر ہم بھبلہ پہنچے مولویصاحب بعد سوڈیڑھ سو رفقاء کے پہلے سے مسجد میں رونق افروز تھے۔ حافظ صاحب نے جاتے ہی السلام علیکم کہا اور اپنے یہاں جانیکا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ صاحبان! وفات مسیح کے متعلق اول میں قرآن حدیث سے دلائل بیان کرونگا۔ کیونکہ یہی ایک اہم مسئلہ ہمارے تمہارے درمیان مختلف فیہ ہے۔ اسکے بعد مولویصاحب ان دلائل کی تردید فرمائینگے اور حیات مسیح کا ثبوت دینگے۔ اور میں انکے دلائل پر جرح کرونگا پھر جونسی بات صحیح ثابت ہو گی۔ چاہیئے کہ فریقین بلا لومۃ لائم اُسے قبول فرمائیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد حافظ صاحب نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام کی تین حیثیتیں ہیں (۱) معبود ہونیکی (۲) نبی و رسول ہونیکی (۳) معمولی انسان ہونیکی۔ تینوں حیثیتوں کے متعلق قرآن کریم سے انکی موت ہی ثابت ہے۔ چنانچہ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون اموات غیر احیاء۔ وما یشعرون ایان یبعثون سے حضرت مسیح کی وفات کو اچھی طرح ثابت کیا۔ ابھی ایک ہی دلیل حافظ صاحب نے بیان فرمائی تھی۔ کہ مولویصاحب بدیں خیال کہ حافظ صاحب کی پوری تقریر سنکر لوگ متاثر ہو جائیں درمیان ہی میں نہایت خفگی سے ناشائستہ الفاظ میں بڑبڑانے لگے۔ لوگوں میں بھی کچھ جوش سا پیدا ہو گیا۔ اور خطرہ ہوا کہ شائد فساد ہو جائے۔ مگر حافظ صاحب نے ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کر کے لوگوں کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور فرمایا مولویصاحب! آپسے تو مجھے امید تھی۔ کہ اول میرے دلائل کو بکلی غور کے ساتھ سنینگے پھر قرآن حدیث سے اسکا معقول جواب دینگے۔ مگر افسوس میری باتوں کو آپ تمام ہی کرنے تک نہیں سُن سکے۔ خیر میں بیٹھ جاتا ہوں آپ میری اس دلیل پیشکردہ ہی کی قرآن کریم سے تردید فرماویں یہ کہکر حافظ صاحب بیٹھ گئے تا مولویصاحب کھڑے ہو کر اس کا معقول طور پر جواب دیں مگر مولویصاحب نے جنکو اپنے علم پر بہت کچھ ناز تھا اس دلیل کی کوئی تردید نہ کی بلکہ اصل بحث کو چھوڑ کر یہ سوال کیا کہ یہ آیت کس قسم ... حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائے خیر فرمائی۔ اور السلام علیکم کہکر رخصت پنڈ عزیز ہوگئے۔ سلطان عالم